ہزارہ میں سِکھّ راج پر ایک نظر

An Overview of Sikh Raj in Hazara

ڈاکٹر محمد رضوان*

صدف بٹ**

Abstract

The *Current research work describes a brief history of the Sikh rulers in Hazara. It is eastern part of present-day Khyber Pakhtunkhwa having a long historical background. In the wake of Durrani dynasty, Hazara came under the suzerainty of the Sikh empire which was mainly operated from Lahore Darbar. Maharaja Ranjit Singh, by considering this piece of land as a significant area in order to access Kashmir, used to appoint his most reliable persons to govern it. Although Sikhs have ruled Hazara more than thirty years, however, most of the rulers never treated the local Muslim inhabitants as equal citizens. The present study strives to analyze that how harsh and rude behaviour of the Sikh elites have created a sense of deprivation, mistrust and anger among the local people due to which this land of diverse culture and nationalities proved a difficult task for them to be handled. Main objective of this paper is to analyze the nature of relationship between Sikh elite and the local Muslim Community which has often remained edgy and contradictory. The research has mainly been conducted through primary and secondary sources including e-books, journals and historical documents from archives and libraries etc. The study has not only tried to bring out the forgotten Sikh characters into life but also analyzed the situation where they couldn't win the hearts and minds of the local people.*

---

* چیئر مین/ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ مطالعہ پاکستان، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

** ایم فل سکالر، شعبہ مطالعہ پاکستان، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

پسِ منظر

عہد قدیم سے ہی ہزارہ گندھارا تہذیب کا حصہ رہا ہے بعد میں چندر گپت موریا کی عظیم الشان سلطنت کا حصہ قرار دیا گیا۔ اس دورِ حکومت میں ہزارہ کو اراسہ (Urasa) کہا جاتا تھا۔(۱) یہاں پائے جانے والے آثارِ قدیمہ سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ تمام علاقہ بدھ مذہب کا ایک بڑا مرکز تھا۔ چندر گپت موریا کا پوتا اشوکا (موریا خاندان کا سب سے مشہور فاتح) نے بدھ مت اختیار کرنے کے بعد دھرما (Law of duty) کو شاہراؤں پر نافذ کیا۔ اسی کے دور میں احکامات پتھروں پر لکھے جانے لگے، جن میں سے کئی ایک آج بھی مانسہرہ میں موجود ہیں۔(۲) عظیم چینی سیاح ہیونگ سانگ نے موجودہ ہزارہ کو کشمیر کا حصہ قرار دیا ہے جو ریاست کا شمال مغربی حصہ تھا اس کا دارالسلطنت مانگل تھا۔(۳) تاہم مغربی سرحد سے آنے والے افغان اس علاقے کو کابل اور کشمیر کے مابین راستے کا درجہ دیتے تھے۔ جب کہ موریہ خاندان کے بعد ہزارہ میں ہندوؤں کا راج رہا۔ لیکن جب امیر تیمور ہندوستان فتح کر کے ۱۳۹۹ء میں واپس جانے لگا تو اس نے ترک النسل قارلق قبیلے کا ایک ہزار افراد کا لشکر یہاں چھوڑا۔ جس کے باعث اس علاقے کو قارلق ہزارہ کہا جانے لگا۔(۴)

تاریخ ہزارہ کے مصنف شیر بہادر پنی اس بارے میں اپنی رائے دیتے ہیں:

> اس دور میں فوجی افسران کے عہدے ان کے ماتحت سپاہیوں کی تعداد سے جانے جاتے تھے۔ مثلاً پنج ہزاری ہفت ہزاری وغیرہ جبکہ ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ (ہزارہ) جس قوم یا علاقے سے لیا جاتا تھا۔ اسی نسبت سے انہیں پکارا جاتا۔ جس قوم کے ہزار سپاہیوں کو اس علاقے میں رکھا گیا تھا، ان کا تعلق قارلق قوم سے تھا۔ اسی بناء پر اس علاقے کا نام قارلق ہزارہ پڑا جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صرف ہزارہ رہ گیا۔(۵)

مغل دورِ حکومت میں موجودہ ہزارہ مقامی قبائلی سرداروں کے زیرنگین تھا۔ تاہم اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے بعد برصغیر پاک و ہند کے دوسرے علاقوں کی طرح ہزارہ میں بھی تبدیلی کا عمل شروع ہوا اور جب احمد شاہ درانی نے ۱۷۴۸ء میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو ۱۷۵۲ء تک کشمیر اور پنجاب کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ یوں ہزارہ میں اگرچہ درانی حکومت قائم تو ہوگئی۔ تاہم درانیوں نے ہزارہ کے خوانین کے ذریعے ہی حکومت کرنے اور کشمیر تک پرامن رسائی کو ممکن بنانے میں عافیت سمجھی۔(۶) درانی دور کا ہی ایک اہم قبائلی سردار سادات خان سواتی قبیلے کو نئے سرے سے منظم کرنے میں کامیاب ہوا۔ دریائے کنہار کے کنارے آباد یہ قبیلہ پہلے گڑھی سادات خان کہا جاتا تھا مگر بعد میں ان کے بیٹے حبیب اللہ خان کے نام سے گڑھی حبیب اللہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ دوسرے اہم رہنماؤں میں خان پور کے سردار جعفر خان، تنولیوں کے سردار گل شیر خان

اورترین قبیلے کے سردار نجیب اللہ خان نے ہزارہ کے اہم علاقوں پر مختلف اوقات میں راج کیا۔(۷)

اٹھارہویں صدی کے اختتام اور انیسویں صدی کے اوائل میں پنجاب اور کشمیر کے علاقوں میں واضح سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ یہ وہ دور تھا جب گوجرانوالہ کی سرزمین پر جنم لینے والے رنجیت سنگھ (۱۷۷۶ء-۱۸۳۹ء) نے نہایت کم عمری میں فتوحات حاصل کرتے ہوئے ہندوستان کے بڑے علاقے میں سِکھ حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ رنجیت سنگھ کی دوراندیشی اور حاکمانہ بصیرت کی بدولت سِکھ خالصہ فوج جدید بنیادوں پر کھڑی ہونے کے قابل ہوئی اور یوں ۱۸۱۸ء تک ایک بڑا علاقہ سِکھ حکومت میں شامل ہوگیا، جس میں موجودہ پنجاب کے علاوہ خیبر پختونخواہ اور کشمیر بھی شامل تھا۔(۸) تاہم ان سب فتوحات کے باوجود سِکھ اپنی مستقل حکومت ہزارہ کے علاقوں میں قائم کرنے میں مشکلات کا شکار تھے۔ رنجیت سنگھ ہر قیمت پر ہزارہ میں ایک منظم حکومت قائم کر کے کشمیر جانے کا آسان راستہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ علاوہ ازیں کشمیر پر نظر رکھنے کے لئے مہاراجا کا ہزارہ پر مکمل قبضہ حاصل کرنا بے حد ضروری تھا۔

تاہم ہزارہ جو اگرچہ پنجاب کا حصہ تھا لیکن وہاں سِکھ راج قائم کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ رنجیت سنگھ اور اس کے قابل ذکر جرنیل گوجرانوالہ اور پنجاب کے دیگر میدانی علاقوں میں پلے بڑھے تھے۔ اپنی قابلیت اور جنگ لڑنے کے طریقہ کار اور داؤ پیچ سے واقفیت اور مہارت کے باوجود وہ ہزارہ جیسے دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں جنگ لڑنے سے قاصر تھے۔ وہ اُن داؤ پیچوں سے اکثر اوقات نابلد نظر آئے جو پہاڑوں میں جنگ کے دوران استعمال کیے جاسکتے تھے۔ یوں سِکھ ہری پور پر تو بآسانی قابض ہوگئے مگر باقی علاقے فتح کرنے میں انہیں کافی وقت لگا۔ تاہم ہزارہ میں منظّم حکومت کا قیام ایک ایسا واقعے کے باعث ممکن ہوا جس نے مہاراجا رنجیت سنگھ کے ہزارہ میں سِکھ راج کے مقصد کو آسان بنا دیا۔ ہاشم خان منا کرائی نے جب اپنے ایک ساتھی سردار کمال خان کا قتل کر دیا۔ تو پناہ لینے کے ارادے سے راولپنڈی کے گورنر سردار مکھن سنگھ کے پاس گیا۔ اس نے ہاشم خان کو اس شرط پر پناہ دی کہ وہ ہزارہ میں سِکھ راج کے قیام میں ہر ممکن مدد کرے گا۔ یوں مکھن سنگھ ۵۵۰ تلوار بازوں کے ساتھ ہزارہ پر حملہ آور ہوا ہری پور کے علاقے پر قابض ہونے کے بعد سرائے صالح کے مقام پر اپنی فتح کی نشانی کے طور پر ایک گڑھی تعمیر کرائی۔(۹) اسی دوران ایک دوسرے محاذ کشمیر پر فتح پانے کے بعد مہاراجا رنجیت سنگھ نے سردار حکما سنگھ کو ہزارہ کا پہلا باقاعدہ گورنر بنایا اور یوں ہزارہ باقاعدہ طور پر سِکھ راج میں شامل ہوگیا۔

سردار حکما سنگھ (۱۸۱۴ء-۱۸۱۹ء)

سردار حکما سنگھ رنجیت سنگھ کی فوج کے ایک اہم منصب دار رام سنگھ سردار حکما سنگھ کا بیٹا والد کے انتقال کے بعد سِکھّ خالصہ فوج میں شامل ہوا۔ جلد ہی اپنی بہادری اور لیاقت کی بدولت حکما سنگھ نے رنجیت سنگھ کا اعتماد حاصل کر لیا۔ حکما سنگھ کو مہاراجہ اس کے چھوٹے قد اور شاطر دماغ کے باعث پیار سے چمنی کہا کرتا تھا۔ اپنے سیاسی سفر سے پہلے حکما سنگھ کو رام نگر کا گورنر نامزد کیا گیا۔ اس کی انتظامی قابلیت اور صلاحیتوں کے پیش نظر کسٹم کنٹرولر اور نمک کی کانوں کی اضافی ڈیوٹی بھی دی گئی۔(۱۰) حکما سنگھ نے حیدرو کی مشہور لڑائی میں بھی کلیدی کردار ادا کیا، اسی وجہ سے جب ۱۸۱۳ء میں سِکھّوں نے فتح خان کو شکست دی تو رنجیت سنگھ نے ہزارہ کے انتظام وانصرام کی باگ ڈور اپنے دوست حکما سنگھ کو دینے کا فیصلہ کیا۔ یوں آپ ۱۸۱۴ء میں ہزارہ کے پہلے سِکھّ گورنر بنے۔

گورنر سردار حکما سنگھ نے ہزارہ میں تقریباً پانچ برس گزارے۔ آپ نے اپنے ہیڈ کوارٹر اٹک میں رہتے ہوئے ہزارہ کو اپنے تسلط میں رکھنے کے لئے بے شمار ماتحت افسران کا چناؤ کر کے انہیں مختلف مقامات پر تعینات کیا۔ شمال مشرق میں حسن ابدال تک کا علاقہ حکما سنگھ کے مشیر لہنا سنگھ کے زیرِ نگیں تھا۔ دریائے سندھ کے دائیں طرف اٹک کے علاقے تک کو ماہو سنگھ نے اپنی کڑی نگرانی میں رکھا، جب کہ اکوڑہ خٹک کو بُدھ سنگھ کے حوالے کیا۔ یوں پانچ برس تک آپ نے ہری پور تا پکھل بلاشرکت غیرے حکمرانی کی۔(۱۱) حکما سنگھ کو اگرچہ ایک بہترین منظّم سمجھا جاتا تھا، تاہم مسلمان اکثریت کے ساتھ اس کا رویہ متعصّبانہ تھا جس کے باعث اسے عمومی طور پر مسلمانوں کا دشمن سمجھا جاتا تھا۔ اس نے سِکھّ راج کے خلاف مزاحمتی تحریک چلانے والے یوسف زئی رہنما سید خان کو سرعام پھانسی دی۔ یوں سال ۱۸۱۹ء میں سِکھّ گورنر کے خلاف احتجاج شروع ہو گیا، جس کی بدولت مہاراجا رنجیت سنگھ نے حکما سنگھ کو واپس بلا لیا اور دیوان رام دیال کو نیا گورنر ہزارہ تعینات کر دیا۔(۱۲)

دیوان رام دیال (۱۸۱۹ء-۱۸۲۰ء)

صرف ۱۹ برس کی عمر میں حکما سنگھ چمنی کی جگہ لینے والے دیوان رام دیال کو مہاراجا رنجیت سنگھ کی آرمی میں اُبھرتا ہوا ستارہ (Rising Star) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ دیوان رام سِکھّ خالصہ آرمی کے بہادر اور قابل افسر دیوان موکھم چند کا پوتا اور دیوان موتی رام کا بیٹا تھا۔ اپنے دادا کی طرح یہ ایک قابل اور کامیاب

جنرل اور منتظم ثابت ہوا۔ یہاں تک کہ مہاراجا نے اُسے اپنی فوج کا سپہ سالار بنانے کا بھی سوچا مگر دیوان کی کم عمری کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اگر چہ ہزارہ میں بطور گورنر اس نے چند ماہ ہی گزارے مگر اپنی قابلیت کے باوجود مقامی قبائل کی سِکھ راج کے خلاف دن بدن بڑھتی ہوئی مزاحمتی تحریک کو روک نہ پایا۔ (۱۳) یوسف زئی قبیلے نے اپنے لیڈر کا بدلہ لینے کے لئے ہزارہ بھر میں بھر پور احتجاج شروع کر دیا جو بھر پور لڑائی میں تبدیل ہو گیا۔ ناڑہ کے مقام پر سکھوں اور یوسف زئی قبیلے میں ہونے والی لڑائی میں دیوان رام اور اس کے ساتھی یوسف زئی قبیلے کی بہادری اور ہمت کے سامنے دو ہی دن میں ڈھیر ہو گئے۔ اگر چہ دیوان نے زخمی سپاہیوں میں چھپ کر جان بچانے کی کوشش کی مگر یوسف زئیوں کی عقابی نظروں نے بالآخر اُسے ڈھونڈ کر ہلاک کر دیا۔ (۱۴) یوں بہادر یوسف زئی قبیلے نے اپنے لیڈر رسید خان کی موت کا بدلا سکھوں سے لے لیا۔ رنجیت سنگھ دیوان کی ہلاکت کا سن کر غم سے نڈھال ہو گیا۔ دوسری طرف اس کا والد موتی رام بھی جوان بیٹے کی موت کا دکھ برداشت نہ کر سکا اور کشمیر کی گورنری سے استعفیٰ دے کر سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

امر سنگھ مجیٹھا (۱۸۲۰ء۔۱۸۲۲ء)

۱۸۲۰ء میں تخت لاہور نے امر سنگھ مجیٹھا کو ہزارہ کا نیا گورنر بنا کر بھیجا۔ ابتداء میں اس نے اپنے احسن طرز عمل سے ہزارہ کے مسلمانوں میں اچھی شہرت پائی۔ تاہم بعد میں اپنے مشیروں کی باتوں میں آ کر علاقے کے مسلمانوں کو سخت مظالم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا، جس کی بدولت مقامی یوسف زئی، تناول اور ڈھونڈ قبائل نے مل کر سِکھ راج کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ (۱۵) بحیثیت مجموعی امر سنگھ کے دو سالہ دورِ اقتدار میں مسلمانوں کی معاشی اور معاشرتی زندگی بہت متاثر ہوئی، جس کے باعث اکثر مسلمان قبائل امر سنگھ کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اس کے لگائے گئے بھاری ٹیکسوں سے تنگ آ کر کڑلال قبیلے کے سردار حسن علی خان نے بھی سِکھ گورنر کے خلاف اپنی کوششوں کا آغاز کر دیا۔ (۱۶) اگر چہ امر سنگھ نے مشوانی اتمان زئی، کڑلال، تناول اور ڈھونڈ قبائل کا مقابلہ کیا۔ شروعات میں اسے کچھ فتوحات بھی حاصل ہوئیں مگر جلد ہی وہ ان قبائل کے خلاف کارروائیوں میں الجھ کر رہ گیا۔ ایک روز اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جانے کی بدولت وہ سمندر کٹھہ نامی مقام پر رات گزارنے پر مجبور ہوا۔ صبح جب امر سنگھ نے نہانے کے لئے کھٹے (جوہڑ) میں چھلانگ لگائی ہی تھی کہ کڑلال قبیلے کے سردار حسن علی خان نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسے حملہ کر کے ہلاک کر دیا اور اس کی لاش کئی دن سمندر کٹھہ کے مقام پر پڑی رہی (۱۷) امر سنگھ کی ہلاکت کے بعد رنجیت سنگھ کی ایما پر مائی سدا کور اور کنور

شیر سنگھ نے کچھ وقت کے لئے ہزارہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی۔ تاہم مہاراجا نے سِکھ راج کی مضبوطی کے لئے ہری سنگھ نلوہ کو یہاں کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔(۱۸)

ہری سنگھ نلوہ (۱۸۲۲ء۔۱۸۳۷ء)

ہزارہ میں جس گورنر نے سب سے زیادہ عرصہ حکومت کی، وہ ہری سنگھ نلوہ تھا۔ تاہم مقامی باشندوں کے لئے وہ ایک خوف اور دہشت کی علامت ثابت ہوا۔ یہاں تک کہ ہزارہ بھر میں اکثر مائیں اپنے بچوں کو ڈرانے کے لئے ہری سنگھ کا نام استعمال کرتیں۔ روایات کے مطابق اگر کوئی بچہ رات کو نہیں سوتا تھا تو اسے یہ کہہ کر سلایا جاتا کہ ''سو جا، ورنہ ہریا آ جائے گا''۔ اس خوف اور ناپسندیدگی کے باوجود ہری سنگھ نلوہ کو مہاراجا رنجیت سنگھ کی فوج کا بہترین کمانڈر سمجھا جاتا تھا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہزارہ کو جس منظّم طریقے سے اس نے کنٹرول کیا، وہ کوئی دوسرا سِکھ گورنر نہ کر سکا۔(۱۹) ہری سنگھ نے نہ صرف ہزارہ کے مقامی قبائل کو کامیابی سے قابو میں کیا بلکہ مغربی سرحد سے ہونے والے ممکنہ حملوں اور درپیش خطروں پر بھی کڑی نظر رکھی۔ مشہور مصنف گریفن نے اس وقت کے حالات کے بارے میں کچھ یوں لکھا:

> "It became a crucial when both Sikhs or Afghans to rule eastern part of the Khyber and the mountains of NWFP". **20**

خوف کی فضا کے باوجود ہزارہ میں حکومت کرنا ہری سنگھ کے لئے آسان ثابت نہیں ہوا کیونکہ مقامی قبائل کی بڑھتی ہوئی شورش پر قابو پانا ایک مشکل ترین کام تھا۔ ۱۸۲۳ء میں نوشہرہ کے مقام پر مقامی جدونوں اور سکھّوں کے درمیان شورش کا آغاز ہوا۔ بطورِ گورنر ہری سنگھ نے اس لڑائی میں اہم کردار ادا کیا، جس کے باعث سِکھ افواج مقامی قبائل کو ہرانے کے قابل ہو سکیں، یہی نہیں، بلکہ تناول سردار سر بلند خان کو بھی ہری سنگھ نے ۱۸۲۴ء کے ابتدائی معرکے میں شکست دی، جس میں تناول چیف کا بڑا بیٹا شیر محمد بھی کام آیا۔(۲۱) اس کے بعد کا دور ۱۸۲۷ء تا ۱۸۳۱ء تک ہزارہ کے لوگوں کے لئے سخت مشکلات سے بھرا ہوا ثابت ہوا۔ سکھّوں اور مسلمانوں کے درمیان باقاعدہ لڑائیوں کا وہ سلسلہ شروع ہو گیا جو کہ بالآخر ۱۸۳۱ء میں سید احمد کی شہادت کے ساتھ ختم ہوا۔(۲۲) سید احمد بریلوی نے سِکھ راج کے مظالم سے نجات حاصل کرنے کے لئے جہادی تحریک شروع کی جس کا مقصد آزاد اسلامی مملکت کا قیام بھی تھا۔ ہزارہ کی تاریخ میں آپ کی جہادی تحریک کو نہایت اہم حیثیت حاصل ہے۔ رائے بریلی میں جنم لینے والے سید احمد نے ۳۵ برس کی عمر میں اسلامی معاشرے کو

سدھارنے اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے جہاد کا اعلان کیا۔ آپ کے مطابق:

''جس مسلمان ریاست میں غیر مسلم کا قبضہ ہو جائے، وہاں جہاد فرض ہو جاتا ہے''۔(۲۳)

۱۸۲۶ء وہ اہم ترین سال تھا۔ جب آپ اپنے پیروکاروں کے ساتھ پشاور پہنچے۔ آپ نے مقامی پشتون قبائل کے ساتھ مل کر سکھ راج کے خاتمے اور مکمل اسلامی ریاست کے قیام کا عندیہ دیا۔ اولیور رائے کے مطابق:

> "Syed Ahmed was the first person who realised the necessity of a movement, which was at the same time religious, military and political". (۲۴)

۱۸۳۰ء میں سید احمد نے پشاور کو فتح کر کے اپنی پہلی کامیابی حاصل کی اور پشاور کے امیر سلطان محمد خان کو صرف ایک شرط پر معاف کیا کہ وہ پشاور کے علاقے میں اسلامی عقائد اور شریعت کے مطابق عمل کرے۔ اس کے بعد آپ شمال کی جانب بڑھے تا کہ ہزارہ میں اسلامی حکومت قائم کی جا سکے۔ آپ نے اپنے بھتیجے شاہ اسماعیل کی رفاقت میں سفر جہاد شروع کیا۔ تاہم کچھ دوسرے اسباب نے بھی سید صاحب کی ناکامی میں اہم کردار ادا کیا۔ آخر کار آپ کی جدوجہد اس وقت اختتام پذیر ہوئی جب ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر سکھ فوج کے ہاتھوں آپ شہید ہو گئے۔ آپ کے قریبی رفقاء کے علاوہ سید شاہ اسماعیل نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ بہت سے مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ پٹھان سرداروں خصوصاً سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان کی بے وفائی نے آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔(۲۵)

> "Although, Jihad movement of Syed Ahmed Shah Shaheed was a sincere effort for the restoration of Islamic glory in the Sub-Continent yet, it could not achieved its immediate objectives due to various factors, lack of fund, equipments and proper training of Mujahideens". (۲۶)

ہری رام گپتا نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ جہادی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہو جاتی اگر مجاہدین کی تربیت اور اپنوں کی وفا شاملِ حال ہوتی۔ ہری رام کے مطابق:

> "There was a great disparity in respect of training and equipment between the opposing forces. The Mujahideen were poorly equiped and without military training; lack of funds was another cause of the failure of the Jihad compaign, while Ranjit Singh did not depend entirely upon his army to face the challenge of the Mujahideens. He

sowed the seeds of dissension among the Pathan Chiefs by bribery and intrigue to withdraw their support from Syed Ahmed". (۲۷)

سکھّوں کو ہزارہ سے نکالنے اوران کے مظالم سے مسلمانوں کو آزاد کرانے کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے والے سید احمد نے اگرچہ اپنے آپ کو یہاں کے مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے امر کر دیا مگر ہزارہ سے سِکھّ راج کا خاتمہ نہ کر سکے۔ تاہم مقامی قبائل نے ان کی شہادت کے بعد بھی سِکھّ راج کے خلاف اپنی مزاحمت جاری رکھی۔ تناول چیف پائندہ خان نے ۱۸۳۲ء میں سکھّوں کے مظالم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن ہری سنگھ نے طاقت کے زور پر اس آواز کو دبا دیا۔ دوسری طرف پنجتر کے چیف نے جب ۱۸۳۶ء میں سِکھّ راج کو للکارا تو ہری سنگھ نے خود پنجتر جا کر فتح خان اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی اور اسے مجبور کیا کہ وہ سِکھّ گورنر سے نہ صرف وفاداری کے عہد پر دستخط کرے بلکہ ہر ماہ ٹیکس بھی ادا کرے۔(۲۸) تاہم ہری سنگھ کا بڑا کارنامہ ہری پور شہر کا قیام ہے جس کی بدولت آج بھی اسے یاد رکھا جاتا ہے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے نلوہ نے ہری پور میں آبپاشی کا جدید نظام انجینئر رنگیلا رام کی مدد سے قائم کیا جو آج بھی رنگیلا کے نام سے جانا جاتا ہے۔(۲۹) تاہم ہری سنگھ نلوہ کا دورِ اقتدار ۱۸۳۷ء کے اوائل میں اس وقت اختتام پذیر ہو گیا، جب وہ دوست محمد خان کی زیر قیادت افغان فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے جمرود کے مقام پر ہونے والی لڑائی میں کام آیا۔

مہان سنگھ (وفات: ۱۸۳۷ء)

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ہری سنگھ کو موت نے زیادہ مہلت نہیں دی اور افغان فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے جمرود کی لڑائی میں یہ ۳۰ اپریل ۱۸۳۷ء کو مارا گیا تو اس کی جگہ مہان سنگھ کو ہزارہ کا نیا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔(۳۰) مہان سنگھ کے دور میں پنجتر کے چیف فتح خان نے کسی حد تک اپنی شکست کا بدلا لے لیا، جس کے باعث وہ مہاراجا رنجیت سنگھ سے مزید کمک طلب کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مہاراجا نے کمانڈر راجہ گلاب سنگھ کو حکم نامہ جاری کیا کہ وہ فتح خان اور تناول چیف پائندہ خان کو زندہ یا مردہ، ہر دو صورتوں میں پیش کرے تاکہ ان کو سرتابی کی سزا دی جا سکے۔ یوں جولائی ۱۸۳۷ء میں سِکھّ آرمی کے ۱۵۰۰۰ سپاہیوں نے ان قبائل پر ہلہ بول دیا۔ سِکھّ افواج کی منظّم قوت کے سامنے ان کی کچھ نہ چلی تاہم طویل لڑائی کے بعد فتح خان اور پائندہ خان بالآخر ایک محفوظ جگہ پر چھپنے میں کامیاب رہے۔ اپنی فتح کو ہار میں بدلتے دیکھ کر سِکھّ فوج نے پنجتر اور

اس کے آس پاس کے دیہات کو آگ لگا دی۔(۳۱) یوں مہان سنگھ نے جب ہزارہ کے قبائل کے خلاف لڑائیوں میں ناکامی کا سامنا کیا تو خود ہی گورنر کے منصب سے رخصت چاہی۔

تیج سنگھ (۱۸۳۸ء۔۱۹۴۳ء)

مہان سنگھ کی رخصت کے بعد ۱۸۳۸ء میں تیج (تیجا) سنگھ کو ہزارہ اور پشاور کا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ تیج سنگھ کا دور بھی ہزارہ کی عوام کے لئے کٹھن ثابت ہوا۔ تاہم ۱۸۳۹ء میں مہاراجا رنجیت سنگھ کی اچانک وفات سے سِکھ حکومت کو شدید دھچکا لگا۔(۳۲) رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد شہزادہ کھڑک سنگھ نے سِکھ حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔ تاہم وہ اپنے والد کی طرح نہ تو بہادر تھا اور نہ ہی ذہین، جس کے باعث جلد ہی وہ درباری سازشوں کا شکار ہو گیا۔ نہونہال سنگھ نے چیت سنگھ کے قتل کے الزام میں کھڑک سنگھ کو جیل میں ڈلوا دیا اور خود مہاراجا بن بیٹھا۔ تیج سنگھ ہزارہ کے ساتھ پشاور کے معاملات کا ذمہ دار تھا لیکن اس کی بھرپور توجہ بہت سی وجوہات کے باعث صرف پشاور کو حاصل تھی۔ تاہم تیج سنگھ کی یہ خواہش تھی کہ پشاور کسی اور گورنر کے سپرد کر کے مکمل توجہ صرف ہزارہ کو دی جائے۔ لیکن اس کی درخواست کے جواب میں لاہور دربار نے اسے ڈپٹی گورنر اربل سنگھ کی خدمات فراہم کرنے کا فیصلہ کیا اور ۱۸۴۱ء میں اربل سنگھ نے اپنی خدمات تیج سنگھ کو پیش کر دیں۔(۳۳) اسی اثنا میں پنجتر قبیلے کے چیف فتح خان کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مقرب خان نے گورنر مہان سنگھ کے دور میں جلائے گئے گاؤں دوبارہ بسانے کا فیصلہ کیا۔ ساتھ ساتھ اس نے اپنے قبیلے میں مزید ۷۰ گاؤں کا اضافہ کیا اور علاقے کی ترقی کے لئے ہندوؤں اور سِکھوں پر بھی ٹیکس نافذ کر دیا۔ اس کے ان اقدامات نے علاقے میں موجود سِکھوں اور ہندوؤں کے احساس برتری کو کافی ٹھیس پہنچائی۔(۳۴) دوسری طرف تیج سنگھ نے اپنی سی کوشش جاری رکھی کہ کسی طرح سے علاقے کے لوگوں کو اپنا ہم نواء بنا سکے۔ تاہم اس کے دور میں آنے والے سیلاب نے جون ۱۸۴۱ء میں علاقے میں تباہی مچا دی جس کے باعث ۶۰۰۰ سے زائد لوگوں نے اپنی جان کی بازی ہار دی۔ سیلابی ریلہ اپنے ساتھ بے شمار گاؤں بھی بہا کر لے گیا۔ مزید برآں دربند، تربیلا اور امصب میں موجود سِکھوں کے قلعے بھی پانی میں ڈوب گئے۔(۳۵) ان قلعوں میں رکھا تمام اسلحہ اور گولا بارود بھی سیلاب کے پانی سے ناکارہ ہو گیا جس سے سِکھوں کی قوت کو شدید دھچکا لگا۔ یوں، تناول چیف پائندہ خان اور سِکھوں کے درمیان لڑائی میں فتح پائندہ خان کے حصے میں آئی۔ پائندہ خان نے اس موقع پر اپنے خط میں گورنر ہزارہ کو لکھا:

"God has judged them and made the one as helpless as the other".(۳۶)

اربل سنگھ نے تیج سنگھ کے ساتھ ڈپٹی گورنر کے منصب سے رخصت حاصل کی۔ستمبر۱۸۴۳ء میں تخت لاہور نے دیوان ملراج دیلوالہ کو ہزارہ کا نیا گورنر بنا کر بھیجا۔ہری سنگھ نلوہ کی طرح ملراج نے بھی کچھ ترقیاتی اصلاحات کیں مگر عوام کے ساتھ بے جاسختی کی بدولت اسے مقامی آبادی کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ایک وقت میں یوں محسوس ہورہا تھا کہ ہزارہ سِکھّوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا، جس کے باعث دیوان ملراج نے ہزارہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے جنرل دھوکل سنگھ کی خدمات حاصل کر لیں۔سِکھّ گورنر اور خالصہ آرمی کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے امھب کے سردار پائندہ خان نے سید کاغان، گندگر کے شیر محمد خان، زیاڈہ کے ارسلا خان، کھوڑ کے نجف خان خان پور کے علی گوہر، پکھلی کے حبیب اللہ خان اور چھبالی قبائل کے تمام سرداروں کی مدد لی۔(۳۷) تاہم ۱۸۴۴ء میں پائندہ خان کو شکست ہوئی اور اس کے تمام قلعوں پر سِکھّوں نے قبضہ کر لیا اور یوں ایک بار پھر سِکھّ راج پہلے کی طرح ہزارہ میں مستحکم ہو گیا۔کہا جاتا ہے کہ جب ستمبر ۱۸۴۴ء میں پائندہ خان بیمار ہو گیا تو دھوکل سنگھ نے معالج کو رشوت دے کر اسے زہر دلوا دیا جس سے امھب کے اس بہادر سردار کی موت واقع ہوگئی۔(۳۸)

منشی پنوں (۱۸۴۳ء)

پائندہ خان کی ہلاکت کے بعد شمالی ہزارہ میں شدید احتجاج شروع ہو گیا اور علاقے میں امن وامان کی صورتحال گھمبیر ہو گئی۔اس موقع پر لاہور دربار نے دیوان ملراج کو واپس بلانا غنیمت سمجھا اور اس کی جگہ منشی پنوں کو گورنر ہزارہ تعینات کر دیا۔منشی پنوں ایک معتدل مزاج سمجھدار انسان تھا۔جس نے آتے ہی مسلمان اکثریت کے ساتھ نسبتاً بہتر سلوک روا رکھا۔اس نے بطور گورنر یہاں صرف چند ماہ ہی گزارے۔وقت کی کمی کے باعث اسے خاطر خواہ اصلاحات کرنے کا موقع نہیں ملا مگر اس کی تعیناتی سے دیوان ملراج کے خلاف جو مزاحمتی تحریکیں تھیں، وہ سرد پڑتی گئیں۔چند ماہ گزرنے کے بعد جب تناول قبیلے کا احتجاج سرد پڑ گیا تو لاہور دربار نے منشی پنوں کو واپس بلا لیا اور دیوان ملراج کو ایک بار پھر ہزارہ کا گورنر تعینات کیا گیا۔(۳۹)

دیوان ملراج ۱۸۴۳ء-۱۸۴۶ء (دوسرا دور)

دیوان ملراج کی ہزارہ میں دوبارہ تعیناتی کے پہلے دو سال تو کسی بھی قبیلہ کی جانب سے مزاحمتی ردعمل

سامنے نہیں آیا۔ تاہم اس دوران بیشتر قبائل خاموشی سے اپنی طاقت میں اضافہ کرتے رہے اور اوائل ۱۸۴۶ء میں بڑے پیمانے پر سِکھ راج کے خلاف بغاوت شروع ہوگئی۔ ڈھونڈ قبیلہ۔ جس کی قیادت پلاسی کے پیر کر رہے تھے، نے سِکھ راج کے خاتمے کے لئے پہلا قدم اُٹھایا تو مشوانی اور تناول قبائل نے اس کا بھر پور ساتھ دیا۔(۴۰) دیوان ملراج نے بھر پور کوشش کی کہ وہ ان قبائل پر قابو پالے مگر اس کے فوجیوں نے شدید مزاحمت کے آگے ہمت ہار دی۔ دریں اثناء جدون اور ترین قبائل نے بھی مارچ ۱۸۴۶ء کے اوائل میں ہری پور، شہر کو سِکھوں سے خالی کرانے کے لئے حملہ کر دیا۔ طویل لڑائی کے بعد بالآخر سِکھوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ کہا جاتا ہے کہ ملراج نے اپنی آرمی کی کم ہمتی کی بدولت ۱۶ اپریل ۱۸۴۶ء کو ہری پور کا قلعہ خالی کر دیا۔(۴۱) اس فتح کے بعد علاقے میں امن وامان قائم کرنے کے لئے فاتحین کی درخواست پر ہری پور میں ہزارہ بھر سے مختلف قبائل کے سردار جمع ہوئے اور اتفاق رائے سے ستھانہ گاؤں سے تعلق رکھنے والے سید اکبر شاہ کو اپنا حکمران چن لیا جب کہ نواب خان تنولی اور غلام خان ترین کو ان کا وزیرِ مشیر مقرر کیا گیا۔(۴۲)

پہلی اینگلو سِکھ وار (۱۸۴۵ء۔۱۸۴۶ء)

۱۸۴۵ء کے آخر میں جب سِکھوں اور انگریزوں کے درمیان لڑائی شروع ہوئی تو ملک کے دوسرے علاقوں کی طرح ہزارہ کے قبائل بھی یہ جان کر خوش تھے کہ سِکھ ہر حال میں انگریزوں سے شکست کھائیں گے۔ توقعات کے عین مطابق ۱۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کو باقاعدہ طور پر شروع ہونے والی جنگ میں سِکھوں کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزوں نے بہترین جنگی حکمت عملی اور کارگر منصوبہ بندی سے یہ لڑائی بآسانی جیت لی اور یوں جنرل ہف گف نے لاہور پر ۲۰ فروری ۱۸۴۶ء کو قبضہ کر لیا۔(۴۳) جنگ ہارنے کے بعد سِکھوں کو انگریزوں کے ساتھ ''معاہدہ لاہور ۱۸۴۶ء'' کا کڑوا گھونٹ بھرنا پڑا۔ جس کی رو سے مہارانی جندا کور اور تخت لاہور کے وارث دلیپ سنگھ کو ۷۵ لاکھ نانک شاہی روپے جنگ ہارنے کا ہرجانہ انگریز فوج کو ادا کرنا پڑے لیکن ڈوگرہ گلاب سنگھ نے مہارانی جندا سے معاہدہ کیا اور اپنے پاس سے جنگ ہارنے کا ہرجانہ ادا کر کے بدلے میں ہزارہ اور کشمیر کا علاقہ ہتھیا لیا۔ تاہم اگلے ہی سال اس نے مہارانی سے درخواست کی کہ ہزارہ واپس لے کر اس کی جگہ جموں کا علاقہ دے جو کہ کشمیر کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ مہارانی نے گلاب سنگھ کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے جموں کا علاقہ اسے دے کر بدلے میں ہزارہ واپس لے لیا۔ یوں ہزارہ ایک بار پھر لاہور دربار کا حصہ بن گیا۔(۴۴) انگریزوں کی منظم قوت اور جدید جنگی ہتھیاروں کی قابلیت نے ہندوستانی قوتوں کو آہستہ آہستہ ختم

کرنا شروع کر دیا تھا۔ انگریزوں سے جنگ ہارنے کے بعد عملی طور پر سِکھوں کی کمر ٹوٹ گئی تھی اور انہوں نے برطانوی برتری کو تسلیم کر لیا۔ لارڈ ہارڈنگ نے لاہور میں ہنری لارنس کو بطور ریذیڈنٹ تعینات کیا اور یوں لارنس لاہور دربار کے انتظام وانصرام میں شراکت دار بن گئے۔ اپنے دائرہ کار کو مزید موثر بنانے اور پنجاب بھر میں فائز سِکھ گورنروں پر نظر رکھنے کے لئے لارنس نے اپنے بہت سے اسسٹنٹ تعینات کیے جو کہ Lawrence Men یا Lawrence Boys کہلائے۔(۴۵) جیمز ایبٹ کو ہزارہ کے نئے گورنر چتر سنگھ اٹاری والا کا اسسٹنٹ بنا کر بھیجا گیا۔ اسی طرح ہیری لیمزڈن کو یوسف زئی علاقوں، جان نکلسن کو راولپنڈی اور ہربرٹ بینجمن ایڈورڈز کو پشاور بھیجا گیا۔ جب کہ جنرل وان کورٹ لینڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان میں اسسٹنٹ بنا کر بھیجا گیا۔(۴۶) ان تمام Lawrence Boys نے سِکھ گورنروں پر کڑی نظر رکھی اور برطانوی راج کو فروغ دیا اور علاقے میں امن قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

دیوان ہری چند اسسٹنٹ سردار گلاب سنگھ (۱۸۴۶ء)

پہلی اینگلو سِکھ وار کے خاتمے پر دیوان ہری چند کو ہزارہ کا گورنر تعینات کیا گیا۔ بطور گورنر اس نے سب سے پہلے ہرکشن گڑھ قلعے کی مرمت کروائی اور پورے ہری پور شہر میں جہاں جہاں جنگ کے باعث تباہ کاریاں ہوئیں، ان سب کا ازالہ کرتے ہوئے شہر کو از سرِ نو تعمیر کرانے کا کام شروع کرایا گیا۔ تاہم ہری چند کے منصب سنبھالنے کے چند ماہ بعد ہیضے کی وبا پھوٹ پڑی جس نے دیوان ہری چند کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔(۴۷) لاہور دربار سے رخصت کی درخواست کرتے ہوئے اس نے گورنری کے منصب سے معذرت چاہی اور یوں بخشی ہری سنگھ کو ہزارہ کی گورنری مل گئی۔

بخشی ہری سنگھ (۱۸۴۶ء)

بخشی ہری سنگھ کو بھی دیوان ہری چند کی طرح صرف چند ماہ ہی ہزارہ کی گورنری کا تاج پہننے کا موقع میسر آیا۔ اُسے یہاں کی آب و ہوا اور پانی موافق نہ آیا جس بناء پر بخشی ہری سنگھ نے گورنر کا منصب مزید سنبھالنے سے انکار کر دیا۔(۴۸) بہت سے مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی اینگلو سِکھ وار میں شکست کے بعد اور چھ ماہ میں ہزارہ کے دو گورنروں کی تبدیلی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لاہور دربار شدید گھبراہٹ کا شکار تھا۔ ہزارہ کو اپنی گرفت میں رکھنے کے لئے مہارانی جندا کور نے اپنے مشیروں اور وزیروں سے صلاح مشورے کے بعد

بالآخر سردار چتر سنگھ اٹاری والا کو گورنر ہزارہ تعینات کر دیا۔

سردار چتر سنگھ اٹاری والا (۱۸۴۶ء۔۱۹۴۹ء)

سردار چتر سنگھ اٹاری والا ہزارہ میں آخری سِکھ گورنر ثابت ہوا۔ اِس کی برطرفی جیمز ایبٹ کے ہاتھوں ممکن ہوئی۔ کئی دوسرے سِکھ حکمرانوں کی طرح چتر سنگھ نے علاقے کے مسلمانوں کو اچھوت جانتے ہوئے ان پر ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ جس کی بدولت ہزارہ کی عوام بالخصوص مسلمان اکثریت سِکھ گورنر کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر اسسٹنٹ ریذیڈنٹ جیمز ایبٹ کو اپنا مسیحا سمجھنے لگے۔(۴۹) ہوا کچھ یوں کہ چتر سنگھ نے اپنے آدمیوں کے ہاتھوں توپ خانے کے انچارج کرنل کنارا کو قتل کروا دیا۔ جس کے بعد سِکھ گورنر اور جیمز ایبٹ میں دوریاں بڑھ گئیں اور چتر سنگھ جو کہ انگریزوں کا دم بھرتا تھا، اس کا اصل چہرہ بھی سب کے سامنے آ گیا۔(۵۰) دوسری طرف جب ملتان کے گورنر دیوان ملراج نے ریذیڈنٹ لارنس کو مسلسل تین برس تک ٹیکس ادا نہ کیا تو لارنس نے تنگ آ کر سردار خان سنگھ مان کو ملتان کا نیا گورنر مقرر کر دیا اور اپنے دو قابل اعتماد انگریز افسروں وانس ایگنیو اور لیفٹیننٹ اینڈرسن کے ساتھ اُسے ملتان روانہ کیا۔ جب ملراج کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے دھوکے سے ان دونو جوان افسروں کو قتل کروا دیا۔ برطانوی راج کے ساتھ اس کھلی بغاوت کا نتیجہ توقع کے عین مطابق نکلا اور لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۴۸ء میں پنجاب میں دوسری اینگلو سِکھ وار کا اعلان کر دیا۔(۵۱)

اس جنگ میں چتر سنگھ نے دیوان ملراج کا ساتھ دیا تاہم سِکھ دوسری جنگ میں بھی اپنا بچاؤ نہ کر سکے اور یوں ۱۸۴۹ء میں سِکھ راج ہمیشہ کے لئے اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ چتر سنگھ نے سِکھ فوج کو ہارتے دیکھا تو سر کے بال اور داڑھی مونڈ وا کر فرار ہو گیا۔(۵۲) سِکھوں کی اس شکست کے ساتھ ہی ۱۸۴۹ء کے آخر تک برطانوی راج بالآخر پورے پنجاب میں اپنے کروفر کے ساتھ قائم ہو گیا۔ جو بعد ازاں ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور بھارت کے قیام پر اختتام پذیر ہوا۔

خلاصۂ کلام

لگ بھگ تین دہائیوں کے سِکھ راج نے ہزارہ کے عوام بالخصوص مسلمانوں پر کوئی خاص مثبت اثرات نہیں مرتب کیے۔ ان کی کوششوں کے باوجود زیادہ تر سِکھ حکمران انہیں اچھوت سے زیادہ کا درجہ دینے پر راضی نہ تھے۔ درانی حکومت کے زوال کے بعد قائم ہونے والا سِکھ راج ہزارہ میں تقریباً ۳۵ سال رہا تاہم یہ

عرصہ یہاں کی مسلمان آبادی کے لئے کسی ڈراونے خواب سے کم نہ تھا۔ اکثریت سِکھ حکمرانوں نے اس علاقے کو ایک مفتوحہ علاقہ سمجھا اور یہاں کے لوگوں سے غلاموں کا سا سلوک روا رکھا۔ جس کے باعث یہاں کے قبائل اکثر اوقات سِکھ حکمرانوں کے مدمقابل کھڑے نظر آئے۔ درانی حکومت کی پستی کے بعد سِکھّوں کی ہزارہ میں حکومت مکمل طور پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے میں ناکام رہی۔ کوئی بھی سِکھّ گورنر یہاں کے قبائل کو اپنا گرویدہ نہ بناسکا۔ اگرچہ درانیوں کی نسبت سِکھّوں کا ٹیکس وصولی کا نظام کافی حد تک بہتر اور منظّم تھا مگر مسلمانوں کی معاشی حالت کسی صورت میں بھی بہتر نہ ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کے ٹیکس سے لاہور دربار کے دیئے جلتے تھے۔ بھاری ٹیکس دینے کے باوجود مسلمانوں کی زندگی دن بدن مشکل ہوتی جارہی تھی۔ اس پر سِکھّ حکمرانوں کے رویئے نے ان میں نفرت اور غصے کو مزید ہوا دی۔ ڈھونڈ، کڑلال، سادات، تناول اور یوسف زئی قبائل نے تمام سِکھّ گورنروں کا بائیکاٹ کیا اور سِکھّ راج کے خاتمے کے لئے ناقابل فراموش قربانیاں دیں۔ سید احمد بریلوی کا جہادِ آزادی ان کی شہادت کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکا۔ تاہم مسلمانوں کے ساتھ لڑائیوں نے سِکھّ راج کو کافی حد تک کمزور کردیا۔ انگریزوں کی Divide & Rule پالیسی نے اپنے دونوں ہی حریفوں یعنی مسلمانوں اور سِکھّوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل لاکھڑا کیا جن کی کمزوری کا براہِ راست فائدہ بالآخر انگریزوں نے اُٹھاتے ہوئے یہاں اپنی قوت کو ناقابل تسخیر کرلیا۔ ہری سنگھ نلوہ کا کلیہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ بھی ہزارہ کے مسلمان قبائل کو دبا نہ سکا اور وہ آہستہ آہستہ ایک مضبوط قوت کے طور پر ابھرنے لگے۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد سِکھّ قیادت میں قابلیت کی کمی اور کمزوری کے باعث انہیں پہلی اینگلو سِکھّ وار میں شکست ہوئی۔ تاہم نالائقی کی بدولت سِکھّ اپنی سلطنت میں ہونے والے نقصانات کا ازالہ نہ کر پائے اور دوسری اینگلو سِکھّ وار نے ان کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی اور دوسری اینگلو سِکھّ وار میں ناکامی نے ہزارہ تو کیا، پنجاب بھر سے سِکھّ راج کا خاتمہ کچھ یوں کیا کہ پھر سِکھّ کبھی بھی برصغیر کے کسی کونے میں بھی اپنا راج قائم نہ کرسکے۔

حوالہ جات

1. Vanit Nalwa, *Champions of Sikh Khalso Ji* (1791-1837) (New Delhi: Ajay Kumar Mancher Publishers, 2009). pp. 77-105.
2. Ibid.

۳۔ شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ (لاہور: مکتبہ جمال پبلشرز۔ ۲۰۰۹)ص ۴۔۴۰۔
۴۔ ایضاً ص۔ ۴۵
۵۔ ایضاً ص۔ ۳۰۔۳۱

6. H.D Watson, *Hazara Gazetteer 1907* (London: Chatto & Windus Publishers, 1908) pp. 250-90.
7. Ibid.
8. Auter Singh Sandhu, *General Hari Singh Nalwa* 1791-1837 (Lahore: Cunningham Historical Society, 1935), pp. 60-80.
9. Ibid.
10. Hari Ram Gupta, *History of Sikhs,* Vol.5, (Delhi: Munshiram Publishers, 2008). pp. 142-58.
11. Watson, *Hazara Gazetteer 1907,* p. 292.
12. Gupta, *History of Sikhs,* p. 149.
13. Ibid.
14. Ibid, p.150.
15. Syed Saqib Hussain, "Smadhi of Amar Singh Majitha: A Whisper of by gone days". *Frontier Post,* Sep 13, 2015.
16. H.D Watson, *Commencement of Sikh Rule the Hazara District* (London: Chatto & Windus Publisher: 1907), pp. 125-129.
17. Syed Saqib Hussain, "Smadhi of Amar Singh Majitha: A Whisper of By Gone Days". *Frontier Post,* Sep 13, 2015.
18. H.D Watson, *Commencement of Sikh Rule,* pp. 125-129.
19. Sandhu, *General Hari Singh Nalwa,* pp. 80-90.
20. Ibid.
21. Gupta, *History of Sikhs,* p. 50-54.
22. Sultan Mehmood, Nasiruddin, Mohammad Rizwan, "Struggle for Islamic State & Society: An Analysis of Syed Ahmad Shaheed's Jihad Movement", *Pakistan Annual Research Journal.* Vol. 50, 2014.
23. Ghulam Rasool Mehr, *Syed Ahmed Shaheed* (Lahore: Sikh Ghulam Ali & Sons, n.d) p. 212.
24. Olivier Roy, *Islam and Resistance in Afghanistan* (Cambridge: Cambridge University Press, 1985) p.57.
25. Muhammad Rizwan, *Struggle for Islamic State,* pp. 184-85.
26. Ibid.
27. Gupta, *History of Sikhs,* p. 166.

28. Gupta, *History of Sikhs,* p. 60
29. Mohammad Rizwan, Sadaf Butt, Syed Saqib, Hari Singh Nalwa: *As Governor of Hazara (1822-1837)* (Abbottabad: Abbottabad University of Science & Technology, 2019), pp. 5-6.
30. Sandhu, *General Hari Singh,* p. 95.
31. Ibid.
32. Henry T. Prinsep, *Origin of the Sikh Power in the Punjab and Political of Muha-Raja Runjeet Singh,* with an account of Present Condition, law and customs of the Sikhs, (London: Military Orphan Press, 1834), pp. 101-150.
33. Gupta, *History of Sikhs,* p. 65.
34. Watson, *Hazara Gazetter,* p. 170.
35. Ibid.
36. Gupta, *History of Sikhs,* p. 58.
37. Ibid.

۳۸۔ شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ، ص۲۷۳-۲۷۴۔

۳۹۔ ایضاً۔

40. Nalwa, *Champions of Sikh Kalsa Ji,* p. 106.
41. Ibid.
42. Prinsep, *Origion of the Sikh Power,* p. 151.
43. Ibid.
44. Sadaf Butt, *Sir James Abbott: Life & Works in Hazara* (Abbottabad: Abbottabad University of Science & Technology, 2018), pp. 33-52.
45. Ibid.
46. Frederick P. Gibbon, *The Lawrences of the Punjab* (London: J.M. Dent & Co. 1908), pp. 118-136.
47. Ibid.
48. Watson, *Commencement of Sikh Rule in Hazara,* pp. 125-29.
49. Ibid.
50. Syed Saqib Hussain, "Colonel Canara: A forgotten Legend of Our History", *Frontier Post,* Sep 15, 2011.
51. Charles Gough, *Sikh and the Sikh War* (London: A.D. Innes & Co., 1837), pp. 225-250.
52. Sadaf. *Sir James Abbott,* p. 52.